خلافت پر متمکن ہونے کے بعد پہلا خطبہ جمعہ

بیعت کی ضرورت اور فلاسفی

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱؍ جون ۱۹۸۲ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۂ حشر کی آیت کریمہ:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۳﴾ (آیت: ۲۳)

کی تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا جب عقد ثانی ہوا، عجیب کیفیت تھی چہرہ کی، بیٹھے ہوئے سوچ رہے تھے۔ ایک سکینت بھی تھی اور گہرا غم بھی۔ اور مجھے فرمایا کہ طاہر! میرے دل میں دو دھارے ایک ساتھ بہہ رہے ہیں۔ ایک تسکین کا دھارا ہے جو خدا نے عطا فرمایا ہے اور ایک غم کا دھارا ہے جو نا قابل بیان ہے لیکن کامل صلح کے ساتھ، ایک دوسرے سے ٹکرائے بغیر دونوں دھارے بہتے چلے جا رہے ہیں، بظاہر ناممکن بات نظر آتی ہے لیکن میرے دل میں یہی کیفیت ہے۔

وہی کیفیت آج میرے دل کی ہے ایک طرف غم کا دھارا ہے۔ میں خلافت کا ایک ادنیٰ غلام تھا۔ اس اسٹیج پر قدم رکھتے ہوئے میرے دل میں خوف پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا ہوا گریہ وزاری کرتا ہوا سٹیج پر آج آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔

حضور کی یاد دل سے محو ہونے والی یاد نہیں۔ اس کے تذکرے انشاء اللہ تعالیٰ جاری رہیں گے۔ آخری بیماری کا ایک واقعہ میں صرف آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ وفات سے غالباً ایک یا دو دن پہلے آپا طاہرہ کو حضور نے فرمایا کہ گزشتہ چار دنوں میں میری اپنے رب سے بہت باتیں ہوئی ہیں۔ میں نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اے میرے اللہ! اگر تو مجھے بلانے ہی میں راضی ہے تو میں راضی ہوں۔ مجھے کوئی تردّد نہیں میں ہر وقت تیرے حضور حاضر بیٹھا ہوں، لیکن اگر تیری رضا یہ اجازت دے کہ جو کام میں نے شروع کر رکھے ہیں، ان کی تکمیل اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں تو یہ تیری عطا ہے۔

خدا کی تقدیر جس طرح راضی تھی اور جس طرح آپ نے سرِ تسلیم خم کیا آج ساری جماعت اس تقدیر کے حضور تسلیم خم کر رہی ہے۔ اللہ ہمارے صبر اور ہماری رضا میں اور بھی برکت دے اور ہمیشہ ہر حال میں اپنے رب سے راضی رہنا سیکھ لیں کیونکہ خلافت کے قیام کا مدعا توحید کا قیام ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے اٹل۔ ایسا کہ جو کبھی ٹل نہیں سکتا، زائل نہیں ہو سکتا۔ اس میں کوئی تبدیلی کبھی نہیں آئے گی۔ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ؕ (نور:۵۶) کہ خلافت کا انعام یعنی آخری پھل تمہیں یہ عطا کیا جائے گا کہ میری عبادت کرو گے، میرا کوئی شریک نہیں ٹھہراؤ گے، کامل توحید کے ساتھ تم میری عبادت کرتے چلے جاؤ گے اور میرے حمد و ثناء کے گیت گایا کرو گے۔ یہ وہ آخری جنت کا وعدہ ہے جو جماعت احمدیہ سے کیا گیا ہے اور مجھے یقین ہے اور جو نظارے ہم نے دیکھے ہیں اور جن کے نتیجہ میں غم کے دھاروں کے علاوہ حمد کے دھارے بھی ساتھ بہہ رہے ہیں اور شکر کے دھارے بھی ساتھ ہی بہہ رہے ہیں ایسے حیرت انگیز ہیں کہ آج دنیا میں کوئی قوم اس کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچ سکتی جو جماعت احمدیہ کا مقام اس دنیا میں ہے وہ کسی اور جماعت کا نہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک زندہ معجزہ جو ہر دوسرے اعتراض پر، ہر مخالفت پر غالب آنے والا اور ہمیشہ غالب آنے والا معجزہ ہے، وہ جماعت احمدیہ کا قیام ہے اور جماعت احمدیہ کی تربیت ہے اور جماعت احمدیہ کے رنگ ڈھنگ ہیں، جماعت احمدیہ کی ادائیں

ہیں۔ ایسی ادائیں تو دنیا میں کہیں اور نظر نہیں آ سکتیں۔ کوئی مثال نہیں اس جماعت کی۔ ایسا عشق، ایسی محبت ایسی وابستگی کہ دیکھ کر رشک آتا ہے۔ محبت ہونے کے باوجود رشک آتا ہے۔ ڈر لگتا ہے کہ ہم سے زیادہ نہ پیار کر رہے ہوں یہ لوگ۔ یہ کیفیت ایک ایسی کیفیت ہے کہ فی الحقیقت دنیا کے پردہ میں کوئی اس کی مثال چھوڑ اس کے شائبہ کی بھی کوئی مثال نظر نہیں آ سکتی، جماعت اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے توحید پر قائم ہو چکی ہے۔ ہر فتنے سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اس کی سرشت میں وہ باتیں رکھ دی ہیں کہ جن کو دنیا کی کوئی طاقت تبدیل نہیں کر سکتی۔ فتنوں سے بچنے کیلئے احتیاطی تدابیر کرنا امتثال امر کے طور پر کیا جاتا ہے خوف کے طور پر نہیں۔ کیونکہ خوف زائل کرنے کا ہمیں اختیار بھی کوئی نہیں۔ وہ خلافت میں وعدہ ہے اللہ کی طرف سے وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ (نور:۵۶) وہی خوف دور کیا کرتا ہے۔ بندہ کی طاقت نہیں ہے۔ ہاں امتثال امر میں اللہ کی تقدیر کے تابع رہتے ہوئے تدبیر کو اختیار کیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ اس تدبیر کی کوئی اہمیت نہیں ہوا کرتی۔ پس کامل بھروسہ اور کامل توکل تھا اللہ کی ذات پر کہ وہ خلافت احمدیہ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا ہمیشہ قائم و دائم رکھے گا زندہ اور تازہ اور جوان اور ہمیشہ مہکنے والے عطر کی خوشبو سے معطر رکھتے ہوئے اس شجرۂ طیبہ کی صورت میں اس کو ہمیشہ زندہ وقائم رکھے گا جس کے متعلق وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۵﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ (ابراہیم:۲۶-۲۵)

کہ ایسا شجرہ طیبہ ہے جس کی جڑیں زمین میں گہری پیوست ہیں اور کوئی دنیا کی طاقت اسے اکھاڑ کر پھینک نہیں سکتی۔ یہ شجرہ خبیثہ نہیں ہے کہ جس کے دل میں آئے وہ اسے اٹھا کر اسے اکھاڑ کے ایک جگہ سے دوسری جگہ پھینک دے کوئی آندھی، کوئی ہوا اس (شجرہ طیبہ) کو اپنے مقام سے ٹلا نہیں سکے گی اور شاخیں آسمان سے اپنے رب سے باتیں کر رہی ہیں اور ایسا درخت نو بہار اور سدا بہار ہے۔ ایسا عجیب ہے یہ درخت کہ ہمیشہ نو بہار رہتا ہے کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھتا۔ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ ہر وقت، ہر آن اپنے رب سے پھل پاتا چلا جاتا ہے اس پر کوئی خزاں کا وقت نہیں آتا اور اللہ کے حکم سے پھل پاتا ہے اس میں نفس کی کوئی ملونی شامل نہیں ہوتی۔

یہ وہ نظارہ تھا جس کو جماعت احمدیہ نے پچھلے ایک دو دن کے اندر اپنی آنکھوں سے دیکھا

اپنے دلوں سے محسوس کیا۔ اور اس نظارہ کو دیکھ کے روحیں سجدہ ریز ہیں خدا کے حضور اور حمد کے ترانے گاتی ہیں۔ پس دکھ بھی ساتھ تھا اور حمد و شکر بھی ساتھ تھا اور یہ اکٹھے چلتے رہیں گے بہت دیر تک۔ لیکن حمد اور شکر کا پہلو ایک ابدی پہلو ہے۔ وہ ایک لازوال پہلو ہے۔ وہ کسی شخص کے ساتھ وابستہ نہیں۔ نہ پہلے کسی خلیفہ کی ذات سے وابستہ تھا، نہ میرے ساتھ ہے نہ آئندہ کسی خلیفہ کی ذات سے وابستہ ہے وہ منصب خلافت کے ساتھ وابستہ ہے۔ وہ، وہ پہلو ہے جو زندہ و تابندہ ہے۔ اس پر کبھی موت نہیں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہاں ایک شرط کے ساتھ اور وہ شرط یہ ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (نور: ۵۶)

کہ دیکھو اللہ تم سے وعدہ تو کرتا ہے کہ تمہیں اپنا خلیفہ بنائے گا زمین میں، لیکن کچھ تم پر بھی ذمہ داریاں ڈالتا ہے۔ تم میں سے ان لوگوں سے وعدہ کرتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور عمل صالح بجالاتے ہیں۔ پس اگر نیکی کے اوپر جماعت قائم رہی، اور ہماری دعا ہے اور ہمیشہ ہماری کوشش رہے گی کہ ہمیشہ ہمیش کیلئے یہ جماعت نیکی پر ہی قائم رہے، صبر کے ساتھ اور وفا کے ساتھ تو خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی ہمیشہ ہمارے ساتھ وفا کرتا چلا جائے گا اور خلافت احمدیہ اپنی پوری شان کے ساتھ شجرۂ طیبہ بن کر ایسے درخت کی طرح لہلہاتی رہے گی جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہوں۔

اس کے ساتھ ہی ایک اور پہلو کی طرف بھی میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جب کوئی وصال کا واقعہ ہوتا ہے یا وداع کا واقعہ ہوتا ہے تو لوگ ریزولیوشن پیش کیا کرتے ہیں اور ریزولیوشنز میں لفّاظیاں بھی ہوتی ہیں مبالغہ آرائیاں بھی ہوتی ہیں۔ لیکن جہاں تک جماعت احمدیہ کی روایات کا تعلق ہے، میں نے بہت نظر دوڑا کر دیکھا ہے اور میں یقین کے مقام پر کھڑے ہو کر یہ بات کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کو بعض دفعہ، مبالغے کا سوال نہیں، پورے مافی الضمیر کے اظہار کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔ اور جو بھی جذبات ہوتے ہیں، سچے جذبات کا اظہار کرنے کی جماعتیں کوشش کرتی ہیں۔ اس دفعہ بھی یہی کوشش ہوگی۔ ایک جانے والے کو وداع کہا جائے گا اور ایک آنے والے کو اَھلاً و سھلاً و مرحباً کہہ کر پکارا جائے گا۔ لیکن میں ایک اور پہلو کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں ریزولیوشنز میں ایک تبدیلی پیدا کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ ہمارا ہر قول سچا ہوتا ہے پھر بھی

ریزولیوشنز کا یہ رنگ ایک ظاہری سا رنگ ہے اور جماعت احمدیہ کی شان اس سے زیادہ کا تقاضا کرتی ہے۔ ہمیں ریزولیوشنز کچھ اور رنگ کے کرنے چاہئیں اور وہ اس قسم کے ہونے چاہئیں کہ :

اے جانے والے! ہم تیری نیک یادوں کو زندہ رکھیں گے۔ ان تمام نیک کاموں کو پوری وفا کے ساتھ یا پوری ہمت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے توفیق مانگتے ہوئے چلاتے رہیں گے اور اپنے خون کے آخری قطرہ تک ان کاموں میں حسن کے رنگ بھرنے کیلئے استعمال کریں گے جو رضائے باری تعالیٰ کی خاطر تو نے جاری کئے تھے۔ اور اگر اس دنیا میں تیری روح ان کی تکمیل کے نظاروں سے تسکین نہیں پا سکی تو اے ہمارے جانے والے آقا! اُس دنیا میں تیری روح ان کی تکمیل کے نظاروں سے تسکین پائے گی۔ ہم تجھ سے یہ عہد کرتے ہیں یعنی تیری یاد سے یہ عہد کرتے ہیں اور اصل عہد تو ہمارا اپنے رب سے ہے اور وہی زندہ حقیقت ہے انسان کی کوئی حقیقت نہیں۔

پس اگر ریزولیوشنز ہوں تو اس عہد کے ساتھ ہوں۔ اور آنے والے کے ساتھ بھی آپ ریزولیوشنز کے ذریعہ اظہار وفاداری کریں۔ وہ اس طرح کہ کہیں اے آنے والے! ہم اپنے دلوں سے معصیت اور گناہوں کے چراغ بجھاتے ہیں اور تقویٰ کے چراغ روشن کرتے ہیں اور تجھے اس دل میں اترنے کی دعوت دیتے ہیں جس دل میں اللہ کے تقویٰ کی مشعلیں روشن ہو رہی ہیں اور ہم تجھ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ قیام شریعت کی کوشش میں جو اللہ کے فضل کے سوا حاصل نہیں ہوسکتی، دعائیں کرتے ہوئے ہم تیری مدد کریں گے۔ کیونکہ کوئی ایک ذات اس عظیم الشان کام کا حق ادا نہیں کرسکتی۔ ہم ایک وجود کی طرح ایک ایسے وجود کی طرح کہ خلافت اور جماعت الگ الگ نہ رہیں، ایک دھڑکتے ہوئے دل کی طرح، ایک ہاتھ کی طرح

اٹھتے اور گرتے ہوئے ایک قدم کی طرح بڑھتے ہوئے ہم تمام نیک کاموں میں ترے ساتھ تعاون کریں گے اور کوشش کریں گے کہ جگہ جگہ خدا کی عبادت کے معیار بلند ہو جائیں۔ مسجدیں پہلے سے زیادہ آباد نظر آنے لگیں۔ اللہ کی یاد سے دل زیادہ روشن اور پرنور ہو جائیں۔ جھگڑے اور فساد مٹ جائیں اور ان کا کوئی نشان باقی نہ رہے۔ ایک کامل اخوت اور محبت کا وہ نظارہ نظر آئے جو اس دنیا کی جنت کہلا سکتی ہے اور وہ قائم ہونے کے بعد حقیقت میں اگلی دنیا کی جنت کی خوابیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو جاری وساری رکھیں، زندہ رکھیں۔ جو کمزوریاں پیدا ہو چکی ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور کوشش کریں گے کہ ایسی نیکیاں عطا ہوں کہ ہر روز ہم نئے پھل پانے والے ہوں نیکیوں کے۔

اس قسم کے اگر ریزولیوشن کرنے ہیں تو ان کے ساتھ کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوں گی۔ اگر محض دوسرے ریزولیوشن ہوں تو ان کے ساتھ ذمہ داریاں کوئی خاص عائد نہیں ہوتیں۔ جب دل ان ریزولیوشنز سے گزریں گے تو ایک پاک تبدیلی پیدا ہوگی۔ ایک نیکی کی لہر دوڑے گی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تجدید بیعت کا مطلب ہی یہی ہے اور یہی اس کی روح اور اس کا فلسفہ ہے۔ ورنہ جو مسلمان چلا آ رہا ہے جس کا دل بیعت شدہ ہے اس کو ظاہراً کیا ضرورت تھی بیعت کرنے کی۔ اس کا ایک مقصد ہے۔ اور وہ ضروری بھی ہے کیونکہ اگر یہ ضروری نہ ہوتا تو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی بیعت کے بعد پھر کسی دوسرے خلیفہ کی بیعت کی ضرورت نہیں تھی۔ پھر اس بیعت کے بعد جو بیعت رضوان کے نام سے آسمان کے روشن ستاروں کی طرح چمک رہی تھی، اس بیعت کے بعد پھر ضرورت کیا تھی ابوبکرؓ یا عمرؓ یا علیؓ یا عثمانؓ کی بیعت کی۔ پس بیعت ضروری ہے اور یہ سنت ہے جس کو ہم نے بہر حال زندہ اور قائم رکھنا ہے۔ اور اس لئے ضروری ہے کہ بیعت کے الفاظ سے اس تجدید کے وقت جب کہ دل خاص درد کی حالت میں مبتلا ہوتے ہیں ایک نئی زندگی ملتی ہے۔ ایک نئی روح ملتی ہے۔ یہ وقت احیائے نو کا ہے۔ اور اس وقت کی

قدر کریں اور اس کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔

میں اپنے اندر ایک بات محسوس کر رہا ہوں مجھے یوں لگا کہ میں کل مر چکا ہوں اور ایک نیا وجود پیدا ہوا ہے۔ اور میری دعا ہے کہ ان معنوں میں ایک قیامت برپا ہو جائے اور گھر گھر میں نئے وجود پیدا ہوں اور وہ عظیم الشان کام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کا جھنڈا تمام دنیا میں سر بلند کرنے کا کام اور تمام ادیانِ باطلہ پر اسلام کے غلبہ کا کام خدا کرے کہ ہماری ان تبدیلیوں کے نتیجہ میں ہمارے ہاتھوں رونما ہو اور ہم خدا کے حضور سرخروئی کے ساتھ قیامت کے دن پیش ہوں کہ اے آقا! ہمارا تو کچھ نہیں تھا، تو نے ہی سب فضل کئے، لیکن ہمیں چنا، ہم ادنیٰ غلاموں کو چن لیا، یہ تیرا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا:

دوست ایک بات سن لیں۔ نمازیں جمع ہوں گی کیونکہ بہت سے احباب جو بیرون سے تشریف لائے ہیں، انہوں نے آج ہی غالباً اکثر نے واپس جانے کا ارادہ کیا ہوا ہے۔ مجبور ہیں۔ آج جمعہ کی چھٹی ہے کل کاموں پہ حاضر ہونا ہے تو ان کی سہولت کی خاطر نمازیں جمع کی جائیں گی۔ اس کے معاً بعد ایسے احباب کی خاطر جو بعد میں تشریف لائے اور بیعت نہیں کر سکے یہاں اجتماعی بیعت ہوگی۔ اس سلسلہ میں ایک بات میں ابھی کہہ دینا چاہتا ہوں کیونکہ جب ایک دفعہ رَش شروع ہو جائے تو پھر کنٹرول کرنا مشکل ہو جایا کرتا ہے۔ اس وقت آپ سہولت اور امن سے میری بات سن لیں۔ غور سے۔ صفیں بنا کر جس طرح آپ سلام پھیریں گے اسی طرح بیٹھے رہیں۔ اس حالت میں کوئی تبدیلی نہ کریں۔ اٹھ کر دوڑنے کی کوشش' ہنگامہ کرنے کی کوشش بالکل نہیں کرنی۔ کامل نظم وضبط کا ثبوت دیں۔ صفوں میں اسی طرح بیٹھے رہیں۔ ہاں آگے جھک کر اپنے سے اگلے نمازی کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ لیں، یہ نشان کے طور پر کہ میں اس کے ذریعے اس رابطہ سے جسمانی رابطہ بھی بیعت کا حاصل کر رہا ہوں۔ اور نہایت اطمینان سے وہیں بیٹھے رہیں۔ جب دعا ہو جائے پھر اس کے بعد رخصت ہوں۔

اور دوسرے یہ عادت ڈالیں کہ سوائے اشد مجبوری کے نماز کے بعد بھی مسجد میں آپس میں باتیں نہ شروع کیا کریں۔ اب دوست نماز کے لئے صفیں بنالیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۲ رجون ۱۹۸۲ء)